www.KitaboSunnat.com

باسمہ تعالیٰ

قراءات عشرہ کبری کا تعارف

بموقع تقریب تکمیل قراءات عشرۂ کبری (آن لائن)

(منعقدہ زیر اہتمام ادارہ كلية القرآن الكريم جامعہ اسلامیہ لاہور)

از :

محمد صدیق سانسرودی، فلاحی، ہندی

صدر القراء دار العلوم فلاح دارین، ترکیسر،

سورت، گجرات، انڈیا

الحمد لله الذي أورث من اصطفيٰ كتابه، فهم يتلونه حق تلاوته، والصلاة والسلام على من تلقيٰ القرآن من ربه، وعلى آله وصحبه الذين وَعَوه كما سمعوه من شفاهه، ومن دوَّن وُجوهَه وأداءه، ونقله بإتقانٍ لمن يَلِيه.

أما بعد! قال الله تعالى: ثم أورثنا الكتاب الذين اصطفينا.

گرامی قدر رجال معرفت وارباب بصیرت، عالمی سطح کے اکابرِ فن اور علمِ قراءات جیسے شریف فن کی خدمت واشاعت، تحقیق وتدقیق کے حوالے سے دنیا جن پر اعتماد ہی نہیں بلکہ ناز کرتی ہے ایسے مختلف ملکوں کے شریکِ پروگرام کرماء وعظماءِ فن، بالخصوص آج کی اس بابرکت، پاکیزہ اور مستجاب محفل کا انعقاد جن کی شب وروز کی عرق ریزی کا ثمرہ ہے، ایسے ہمارے مخلص، بیدار مغز، فنی حفاظت واشاعت کے لیے ہمہ وقت سرگرداں ڈاکٹر قاری حمزہ مدنی حفظہ اللہ!

نیز ہمارے وہ خوش بخت وباسعادت فضلاء کرام جن کی قابل قدر محنت ومشقت کے نتیجے میں اس سنہری محفل تکمیلِ عشرۂ کبریٰ کا آج انعقاد ہورہا ہے، اللہ رب العزت کا کس زبان وکس عبارت میں شکر بجالائیں کہ اس نے کروڑوں انسانوں میں سے اس شریف فن کے لیے ہمارا، آپ کا انتخاب فرماکر ان نفوسِ قدسیہ کے زمرے میں شریک ہونے کا شرف عنایت فرمایا جنہوں نے قراءت کے اس مبارک فن کی اشاعت میں اپنی تاریخ ثبت فرمائی ہے، چنانچہ اوراقِ تاریخ اس پر شاہدِ عدل ہیں کہ پہلی صدی کے اواخر اور دوسری، تیسری اور چوتھی صدی میں بندگانِ خدا کی اتنی بڑی تعداد (بلا تفریقِ مفسرین ومحدثین، فقہاء وقراء، نحاۃ وادباء، فصحاء وبلغاء) اس کی طرف متوجہ تھی کہ بعد کی صدیوں میں اس کی نظیر مشکل ہے، چنانچہ سب کی درسگاہوں سے دیگر علوم کے ساتھ ساتھ اس فنِ شریف کی تعلیم وترویج کا ناقابلِ تمثیل انتظام تھا۔

اور جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے کہ وہ دور دورِ اختیار تھا، ایک شخص قراءتوں کے حصول کی غرض سے کئی کئی مشائخ کی خدمت وصحبت میں رہ کر متعدد وجوہِ اختلافی کو سیکھتا اور حاصل کرتا تھا اور اپنے ذوقِ خداداد، زورِ استعداد اور مختلف وجوہِ ترجیح کے سہارے ان میں سے ایک وجہ کو اختیار کرکے ایک قراءت ترتیب دیتا، یوں منتخب وجوہ کی ایک عمدہ تسبیح تیار کرتا اور اسی میں تلاوت کرتا، نمازیں ادا کرتا اور عامۃً اپنی درسگاہ سے اسی کی اشاعت کرتا، جس کے نتیجہ میں وجوہِ منتخبہ کا یہ قیمتی مجموعہ ان کے نام سے مشہور ہوجاتا تھا اور ان کی قراءت کہلاتا، اس طرح دسیوں نہیں، سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں قراءتیں مارکیٹ میں رائج تھیں، چنانچہ امام ابوعبید قاسم بن سلامؒ نے پچیس قراءتوں پر مشتمل کتاب تصنیف فرمائی تو امام محمد مکیؒ اپنی کتاب الابانہ میں فرماتے ہیں کہ لوگوں نے ائمۂ سبعہ کے علاوہ ستر (۷۰) ایسے ائمۂ سے قراءتوں کو بیان فرمایا جو قدر ومنزلت کے اعتبار سے

www.KitaboSunnat.com

ائمۂ سبعہ سے اعلیٰ تھے۔

اسی طرح ڈاکٹر **شوقی ضیف** کتاب **السبعۃ** کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ **ابن مجاہد** کے زمانے میں پانچ پانچ ہزار ائمہ ورجالِ قراءت کے نام سے قراءتیں پڑھی، پڑھائی جارہی تھیں، بلکہ حضرت محققؒ نے **غایۃ النھایہ** میں چھٹی صدی کے ایک شیخ، **ابوالقاسم اسکندریؒ** سے متعلق ذکر فرمایا ہے کہ آپ نے ایک کتاب ''**الجامع الاکبروالبحرالاذخر**'' کے نام سے تصنیف فرمائی جس میں سات ہزار رواۃ وطرق سے قراءتوں کو بیان فرمایا مگر رواۃ و رجال کی کثرت کا ایک منفی پہلو اور سائیڈ افیکٹ یاری ایکشن یہ رہا کہ غیر معتدل فکر بھی اس میں دخیل ہوا اور کوئی رسم کی مخالفت توکوئی صحتِ سند سے آنکھ بند کرکے قراءتوں کو پڑھنے پڑھانے کا جواز کہنے لگا، نتیجہ یہ ہوا کہ صحیح سقیم، قوی ضعیف میں تمیز اور متواتر غیر متواتر میں فرق مشکل ہوگیا، لہٰذا اکابرِ امت یعنی ائمۂ اصولِ فقہ اور آئمۂ قراءت نے قرآن کریم کی عظمت کے پیش نظر صحتِ قراءت اور قرآنیت کے لئے تین شرائط کو بطورِ بنیاد قرار دیا اور پھر کسی بھی قراءت کو قبول کرنے سے قبل اس قراءت کو شرائط کی ان باریک چھلنیوں میں چھاننے کو ضروری قرار دیا۔

چنانچہ اکابرِ امت یعنی فقہاء، قراء، محدثین وغیرھم کا اس پر اتفاق ہوگیا ہے کہ ائمۂ عشرہ کی دس قراءتیں شروطِ ثلاثہ پر پوری اتر رہی ہیں، لہٰذا یہ سب متواترہ ہیں، ان کی قرآنیت کا اعتقاد ہر کسی کے لئے لازم ہے، اور ان کے ماسوا سب شاذ ہیں، اور جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ سے پوچھے گئے ایک فتوے کے جواب میں آپ نے فرمایا تھا کہ شاذ قراءتوں کو قرآن خیال کرکے تلاوت کرنا حرام ہے، اور اسی خیال سے نماز میں پڑھنا یہ اور بھی زیادہ سخت ہے۔

پھر جب قراءتوں کی اس چھان بین کو ہم سنتے، سمجھتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ان منتخب بندوں کو کیسا ذوقِ تحقیق عنایت فرمایا تھا، چنانچہ زمرۂ قراءت کے فخر الاماثل بقول حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلیؒ ''کے از مجددین صدیٔ ہشتم محققِ فن'' علامہ ابن جزریؒ نے تحقیق کا حق ادا کرتے ہوئے دس قراءتوں کے لئے چونسٹھ (۶۴) مراجع وماٰخذ مقرر فرمائے، پھر چونسٹھ (۶۴) ماٰخذ سے ان دس قراءتوں کو بیان فرمایا، (البتہ بوقتِ تحقیق وتدقیق ان میں سے سینتیس (۳۷) پر اعتماد فرمایا،) اور ان میں کی ہر کتاب سے قراءت کو لیتے ہوئے **دو سندیں** بیان فرمائی، ایک **روایتی سند** کہ اس کتاب کو آپ نے کس شیخ سے پڑھا؟ انہوں نے کس سے؟ اس طرح مصنف تک اس کی سندِ متصلہ بیان فرمائی۔

اور دوسری سند **قراءتی سند** کہ آپ نے اس مضمون کے مطابق مکمل قرآن کس سے پڑھا؟ انہوں نے کس سے؟ اس طرح صاحب کتاب تک، اور وہاں سے سرورِ کونین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تک سند کو پہنچایا ہے، ہمارے فضلائے کرام اس سے بخوبی واقف ہیں کہ ان دس ائمہ کی قراءتوں کو **قراءاتِ عشرہ** کہا جاتا ہے، اور عشرہ دو قسم پر ہے، (۱) **عشرۂ صغریٰ**، (۲) **عشرۂ کبریٰ**۔

عشرۂ صغیر: **علامہ شاطبیؒ** کی شاطبیہ میں بیان فرمودہ **سات** اور **علامہ جزریؒ** کی **الدرۃ المضیئۃ** میں بیان فرمودہ **تین قراءتوں** کے مجموعے کو **عشرۂ صغیر** کہتے ہیں، یا علامہ جزری نے **الدرۃ المضیئۃ** سے قبل انہیں دس قراءتوں کو اپنی کتاب **التحبیر** میں جو بیان فرمایا ہے انہیں **عشرۂ صغیر** کہتے ہیں۔

جبکہ انہیں دس ائمہ کی قراءتوں کو مزید تفصیل سے علامہ جزری نے **النشر** اور اس کی تلخیص کے طور پر **تقریب النشر** میں اور اسی کو اشعار میں بیان فرماتے ہوئے **طیبۃ النشر** میں بیان فرمایا ہے اسے **عشرۂ کبیر** کہتے ہیں۔

اور قراءاتِ عشرہ کے لئے صغیر وکبیر یا صغریٰ وکبریٰ کی اصطلاح کا حاصل یہ ہے کہ **شاطبیہ ودرہ** میں یا دونوں کے مجموعہ کے طور پر **تحبیر التیسیر** میں دس قراءتوں کو جو بیان فرمایا ہے تو ہر امام کے دو راوی ہیں، یعنی گویا دس ائمہ کے بیس راوی، اور ہر راوی کا ایک ایک طریق، یوں بیس راویوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی روایت کوبیس طریق سے بیان کیا گیا ہے اس کوعشرۂ صغیر کہتے ہیں، جیسے قراءت نافع کوان کے دوراویوں یعنی قالون اور ورش سے اور روایتِ قالون کوصرف طریق ابونشید سے جبکہ روایت ورش کوصرف طریق ازرق سے، اس طرح بیس روایتوں کوبیس طریق سے بیان فرمایا ہے۔

جبکہ **النشر**، **تقریب النشر** اور **طیبۃ النشر** میں انہیں دس ائمہ کے وہی دودو راوی، یوں دس قرائتوں کی بیس روایتیں ہوتی ہیں، اور ہر روایت کے دودوطریق، اور ہرطریق کے پھر دودوطریق، یوں ہرراوی کے چار چار طریق ہوکربیس راویوں کے اسّی (۸۰) طرق ہوئے، مثلاً روایتِ قالون کے دو، **ابونشیط**، **حلوانی**، پھر ہرطریق کے دوطریق یعنی ابونشیط کے دو، **ابن بویان** اور **قزّاز**، جبکہ حلوانی کے دو، **ابن مہران** اور **جعفر بن محمد**، غرض یہ کہ ہرراوی کے چارطریق ہوکر مجموعی اسی (۸۰) طرق ہوتے ہیں، اب ظاہر ہے کہ بیس راویوں کے بیس شاگرد یعنی بیس طریق کے بالمقابل بیس راویوں کے اسی (۸۰) تلامذہ وطریق سے آنے والے اختلافات کی تعداد زیادہ ہونا امر بدیہی ہے، توعشرہ کبریٰ میں اختلافات و اوررجالِ اختلاف کے بڑھ جانے کی وجہ سے اس کو**عشرۂ کبیر** کہا جاتا ہے، اورعشرۂ صغری میں اختلافات کی قلت کی وجہ سے اسے **عشرۂ صغیر** کہا گیا ہے، جیسا کہ ادغامِ صغیروکبیر کی اصطلاح کی ایک وجہ عمل کی کثرت وقلت ہے۔

آیئے! ہم اختلاف کی کثرت وقلت کومثال سے سمجھنے کی سعی کریں، دیکھیے! روایتِ ورش کوعلامہ شاطبی نے صرف طریقِ ازرق سے بیان کیا، اورازرق نے ورش سے مدِ منفصل میں صرف طول بیان کیا ہے، جبکہ علامہ جزری نے طیبۃ النشر اور النشر میں روایتِ ورش کوازرق کے علاوہ طریق اصبہانی سے بھی بیان کیا اور اصبہانی مدِ منفصل میں ورش کے لیے قصر وتوسط دونوں بیان کرتے ہیں، لہذا روایت ورش بطریقِ شاطبی میں مدِ منفصل پر صرف طول ایک وجہ ہے، جبکہ بطریقِ طیبہ طول، توسط، قصر تینوں پڑھنا ہوگا، یوں اختلافات اور وجوہِ اختلافی کی کثرت کی وجہ سے اسے **عشرۂ کبریٰ** کہا جاتا ہے۔

اور میرے بھائیو! یہ کس قدرخوش آئند اور قابلِ قدر بات ہے کہ ایک ایسے دور میں جب طبائع میں تساہل، ذوق وہمت میں پستی اور محنت و انہماک میں کمی، تحقیق ودقیق سے دوری ہوتی جارہی ہے، ایسے وقت میں آپ فضلاء کرام کی یہ نیک نفوس جماعت اس شریف فن میں بصیرت کا شوق رکھتی ہے، ورنہ دورِحاضر کی یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ اس فن کا کتابی پہلوآج بھی کماحقہ توجہ کے لئے ترس رہا ہے، اولاتوعلمی درسگاہوں میں اس فن کی طرف اعتناء کی کمی ہے، پھر ایک طبقہ متوجہ بھی ہے تواس میں اصحابِ مطالعہ اور کتب بینی کا ذوق رکھنے والے اربابِ بصیرت کی تعداد میں کمی اس فن کے لئے ایک لمحۂ فکریہ ہے۔

جبکہ ادھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عشرۂ کبیر جیسا نصاب پڑھے بغیر توفنی بصیرت کا تصور بھی صحیح نہیں ہوتا، چنانچہ دیکھیے صرف عشرۂ صغیر پڑھنے والا بیس راوی اور زیادہ سے زیادہ ان کے بیس طرق سے آگے اتنی بڑی تعداد کے رجالِ قراءت وناقلین کے نام تک سے واقف نہیں ہوتا۔

۲- اسی طرح عشرۂ کبیر پڑھے بغیر علامہ دانی کی تیسیر، علامہ شاطبی کی **حرز الامانی** اور علامہ جزری کی **الدرۃ المضیۃ** اور زیادہ سے زیادہ شروحِ شاطبیہ سے آگے جواتنے سارے مراجع وکتبِ قراءت علامہ جزری نے بیان فرمائی ہیں ان سے واقفیت کے امکانات نہی کے درجے میں ہوتے ہیں۔

۳- اسی طرح عشرۂ صغیر میں امام حمزہ سے وقفاً ہمزۂ متوسطہ بزوائد حرفی میں توتخفیف ہے، مثلا **بأمرہ**، **یاٰدم**، **ھأنتم** وغیرہ، لیکن متوسطہ بزوائد کلمی، مثلا **فی أنفسکم**، **قالوا آمنا**، **وما أدرک**، **ثم إذا** وغیرہ میں تخفیف نہیں ہے جوعشرۂ کبیر میں ہوتی ہے، اسی لئے توعلامہ شاطبی نے فرمایا تھا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

وفي الهمز أنحاء وعند نحاته يضيء سناه كلما اسود أليلا

اسی جگہ یہ مسئلہ بھی ہے کہ فی أنفسکم اور قوا أنفسکم کے یا مدہ اور واو مدہ میں تو نقل حرکت ہوتی ہے مگر الف مدہ میں نہیں ہوتی، کیوں؟ ظاہر ہے اس کی ضرورت عشرۂ کبیر کو پیش آتی ہے۔

۴- نون ساکن وتنوین کے بعد لام، راء کے آنے پر ادغامِ بلا غنہ کے ساتھ مع الغنہ کا جواز عشرۂ کبیر ہی سے تعلق رکھتا ہے، پھر اس میں یہ بھی بحث کہ مع الغنہ کے جواز کے لیے کیا نون کا مرسوم ہونا ضروری ہے؟ جیسا کہ علامہ دانی وجزری کی رائے تھی جبکہ شیخ محمد المتولی کی رائے میں نونِ مرسوم وغیر مرسوم دونوں میں ادغام مع الغنہ جائز ہے۔

اسی طرح اجراء قراءات اور جمع الجمع میں ایک اہم ضرورت یہ بھی رہتی ہے کہ کسی کلمہ میں کسی امام کے لئے جب ایک سے زیادہ وجوہ ہوں، مثلاً میمِ جمع میں صلہ وعدم صلہ، مدِ بدل میں وجوہِ ثلاثہ، مدِ منفصل میں قصر وتوسط، اظہار وادغام، فتح وامالہ تو بوقتِ اجراء ان میں سے اداءً کون مقدم؟ کون مؤخر؟ اور جو وجوہ مقدم ہوگی ان کے لیے وجہِ تقدیم کیا ہوگی؟ اس وجہ تقدیم کے طور پر لوگوں نے پندرہ (۱۵)، سولہ (۱۶) وجوہ بیان فرمائی ہیں جن میں سے ایک بڑی وجہ ناقلین کی کثرت ہے، مثلاً قالون کے لئے میمِ جمع میں ترکِ صلہ وصلہ دونوں ہیں، مگر اداءً ہمیشہ ترکِ صلہ ہی مقدم ہوتا ہے، کیوں؟ تو جواب یہ ہے کہ چونکہ علامہ جزری نے روایتِ قالون کو ۸۴ طرق سے بیان فرمایا ہے، جن میں کے ۴۸ طرق سے ترکِ صلہ ہے جبکہ صلہ ۳۶ طرق سے ہے، لہٰذا طرق وناقلین کی کثرت کے تحت ترکِ صلہ کو مقدم کیا جاتا ہے۔

اسی طرح هو الذين میں بطریقِ شاطبی صرف ادغام ہے بلکہ اظہار کی علامہ شاطبی نے تردید فرمائی ہے لہٰذا صرف عشرۂ صغیر پر اکتفاء کرنے والا جب اس میں سوسی کے لئے اظہار سنے گا تو وہ اس کو قبول نہیں کرے گا، جبکہ عشرۂ کبری پڑھنے پر وہ سمجھے گا علامہ جزری نے روایتِ سوسی کو جن ۲۸ طرق سے بیان فرمایا ہے ان میں کے ۱۴ سے اظہار اور ۱۴ سے ادغام، یوں نقلاً دونوں کی صحت مساوی ہے لہٰذا فنی بصیرت ومعرفت عشرۂ کبیر کے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔ پھر تحریرات کا باب مستقل

اخیر میں ہم ایک مرتبہ پھر ربِ کریم کا شکر بجالاتے ہیں کہ اس نے یہ قسمت بخشی کہ مجھ طالب علم کو ان عمائدِ فن کی صحبت میں بیٹھ کر استفادہ کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، ہم اپنے دل کی تمام تر گہرائیوں سے ان اکابرِ فن بالخصوص شیخ محمد حمزہ مدنی اور عشرۂ کبری میں تکمیل کرنے والے خوش بخت فضلاءِ کرام کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتے ہیں، اللہ تعالی اس فن شریف سے مزید وابستگی مقدر فرمائے، اور اس کو ہمارے میزانِ عمل میں فرماتے ہوئے روزِ محشر ہمیں حاملینِ قرآن کے زمرہ میں شامل فرمائے، آمین۔

تحریر: از
محمد صدیق سانسرودی، فلاحی، ہندی
دار العلوم فلاح دارین، ترکیسر،
سورت، گجرات، انڈیا

(۲۳ر جنوری ۲۰۲۱ مطابق ۹ر جمادی الاخری ۱۴۴۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "